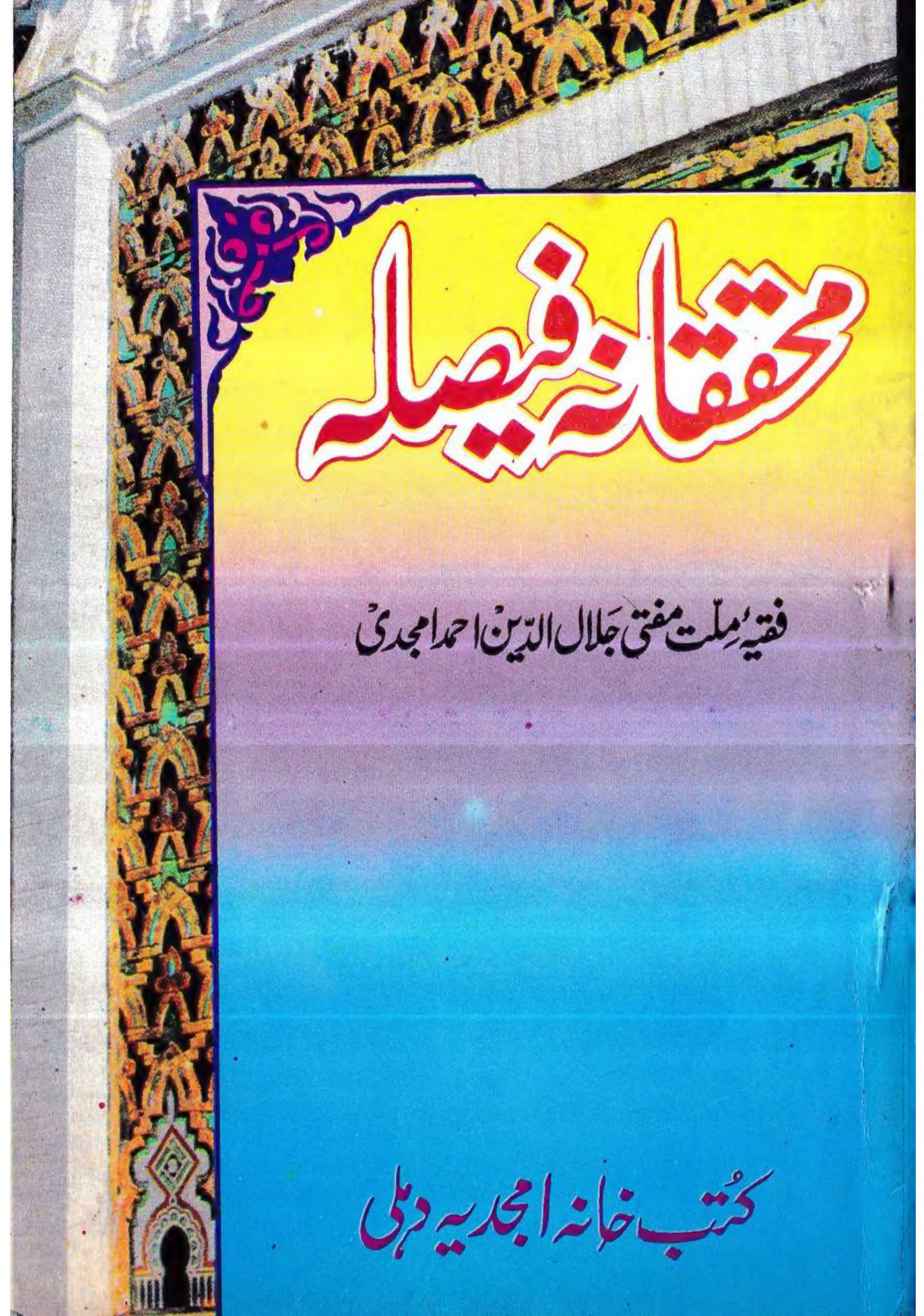

محققانہ فیصلہ

فقیہِ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

کتب خانہ امجدیہ دہلی

۷۸۶
۹۲

آٹھ مسئلے

کا

مُحقّقانہ فیصلہ

بروز دوشنبہ ۵ شوال المکرم ۱۴۲۱ھ

1 جنوری ۲۰۰۱ء

تصنیف

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

بانی مدرسہ امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اوجھا گنج
ضلع بستی یوپی

ملنے کا پتہ

کتبخانہ امجدیہ براؤن شریف پن ۲۷۲۱۵۳ ضلع بستی یوپی

قیمت ۔/۷ کاتب :- محمد عمر صدیقی، بھلوا پور، گورا بازار بستی یوپی

نام کتاب	آٹھ مسئلے کا محققانہ فیصلہ
نام مصنف	فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی دارالعلوم براؤں شریف
ناشرین	مولانا انوار احمد، ابرار احمد امجدی منزل اوجھا گنج ضلع بستی

ملنے کے پتے

- کتب خانہ امجدیہ براؤں شریف ۲۷۲۱۵۳ ضلع بستی یوپی
- رضوی کتاب گھر غیبی نگر بھیونڈی ضلع تھانہ (سول ایجنٹ)
- قادری بکڈپو، نو محلہ مسجد، بریلی
- مکتبہ مشرق ۱۱۶ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی
- المجمع الاسلامی مبارکپور ضلع اعظم گڈھ (یوپی)
- حق اکیڈمی مبارکپور ضلع اعظم گڈھ (یوپی)
- قاری خورشید احمد ۱۹/۹۶ مومن پورہ برہانپور (ایم۔ پی)
- مکتبۃ الحبیب ۱۴۰ اتر سوئیا الہ آباد
- دارالعلوم امجدیہ محلہ کسان ٹولہ سنڈیلہ ضلع ہردوئی (یوپی)
- مکتبۂ جام نور ۲۲۴۱/۱۸۱ کوچہ چیلاں دریا گنج نئی دہلی ۲
- مدرسہ امجدیہ ارشد العلوم اوجھا گنج ۲۷۲۱۳۱ ضلع بستی یوپی

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ
۱	بدعت	۵
	بدعت کی پانچ قسمیں	۷
	بدعتوں کا رواج	۱۲
۲	صلاۃ وسلام	۱۴
۳	انگوٹھا چومنا	۲۱
۴	اولیائے کرام کی نذر	۲۴
۵	تکبیر کے وقت بیٹھنا	۳۱
۶	خطبہ کی اذان مسجد کے باہر سنت ہے	۳۹
۷	بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا	۴۰
۸	ایصال ثواب اور فاتحہ	۴۲
	فاتحہ کا آسان طریقہ	

۷۸۶
۹۲

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

آج کل مسلمانوں کے معاشرہ میں جس تیزی کے ساتھ غلط عادات و رسوم راہ پاتے جا رہے ہیں وہیں اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس زمانہ کی چند نوزائیدہ جماعتوں کی تحریک کے زیر اثر اسلاف کرام کے مستحسن مراسم کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو چکا ہے۔ صدیوں سے جن پر خوش عقیدہ مسلمانوں کا عمل تھا وہی معمولات شرک و بدعت کی خانہ ساز مشین گنوں کی زد پہ ہیں اور اس پہ اختلاف و نزاع کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ سادہ لوح مسلمانوں کے لئے حق و باطل کا امتیاز دشوار ہو گیا۔ اس خصوص میں استاذی حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی کو توجہ دلائی گئی، نتیجۃً چند مختلف فیہ و متنازع مسائل پہ تحقیقی مطالعے کو سمیٹتے ہوئے یہ مختصر مگر جامع رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جس سے ان مسائل کی واضح تصویر سامنے آ جائے گی۔

مولا عزّ و جل اسے شرف قبول عطا فرما کے اس کے فیوض و برکات کو عام و تام فرمائے۔

غلام عبد القادر علوی

خادم آستانۂ یار علویہ و دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

۲۷ / ربیع النور سنہ ۱۳۹۸ھ ۷ / مارچ سنہ ۱۹۷۸ء

بدعت

لغت میں نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں بدعت وہ چیز ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ہوئی۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

قَالَ النَّوَوِیُّ اَلْبِدْعَۃُ کُلُّ شَیْءٍ عُمِلَ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ وَّفِی الشَّرْعِ اِحْدَاثُ مَالَمْ یَکُنْ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہ

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایسی چیز جس کی مثال زمانۂ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں اور شرع میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔

بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور سیئہ بھی ہوتی ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

آنچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کردہ شد بر آں۔ آں را بدعت حسنہ گویند۔ و آنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالۃ گویند
(اشعۃ اللمعات جلد اول ص۱۳۵)

جو بدعت کہ حضور کی سنت کے اصول و قواعد کے مطابق ہے اور اس پر قیاس کی گئی ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو بدعت کہ سنت کے مخالف ہو اسے بدعت گمراہی کہتے ہیں۔

اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ صـ۳۳)

جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کریگا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنیوالوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جو اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کریگا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنیکا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنیوالوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور سیئہ بھی۔ بدعت حسنہ کا انکار کرنا اس حدیث شریف کا انکار کرنا ہے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ هٰذِهٖ اَحَادِیْثُ مِنْ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ وَهُوَ اَنَّ کُلَّ مَنِ ابْتَدَعَ شَیْئًا مِّنَ الشَّرِّ

اور علماء نے فرمایا۔ یہ حدیثیں اسلام کے قانون ہیں کہ جو شخص کوئی بری بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں ساری

كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنِ اقْتَدٰى بِهٖ فِيْ ذٰلِكَ وَكُلُّ مَنِ ابْتَدَعَ شَيْئًا مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ كُلِّ مَنْ يَّعْمَلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝

پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص کہ اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے

(ردّ المحتار جلد اوّل ص ۴)

بدعت کی پانچ قسمیں

بدعت کی کل پانچ قسمیں ہیں۔ بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت محرمہ، بدعت مکروہہ اور بدعت مباحہ۔

بدعت واجبہ وہ نئی چیز جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو جیسے قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے علم نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر رد کے لئے دلائل قائم کرنا۔

بدعت مستحبہ وہ نئی چیز جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کار ثواب جانتے ہوں۔ اس کا کرنے والا ثواب پائے گا اور نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا جیسے مدرسوں کی تعمیر کرنا، اور اذان کے بعد صلاۃ پکارنا۔ درمختار باب الاذان میں ہے۔

اَلتَّسْلِيْمُ بَعْدَ الْاَذَانِ حَدَثَ فِيْ رَبِيْعِ الْاٰخِرِ سَنَةَ سَبْعِ مِائَةٍ وَّاِحْدٰى وَثَمَانِيْنَ وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ ۔ ملخصًا۔

اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھنا ماہ ربیع الآخر سنہ ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور وہ بدعت حسنہ ہے۔

بدعتِ محرمہ | وہ نئی چیز جس سے دین کو نقصان پہونچے۔ جیسے اہلِ سنت وجماعت کے خلاف نئے عقیدہ والوں کے مذاہب۔

بدعتِ مکروہہ | وہ نئی چیز جس سے کوئی سُنت چھوٹ جائے جیسے جمعہ وعیدین کا خطبہ غیر عربی میں پڑھنا اور خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دینا۔

بدعتِ مُباحہ | وہ نئی چیز جس کے کرنے نہ کرنے پر ثواب و عذاب نہ ہو جیسے کھانے میں کشادگی اختیار کرنا اور ریل گاڑی وغیرہ میں سفر کرنا۔

بدعت کی مذکورہ بالا پانچ قسمیں ہیں اس پر دلیل ملاحظہ ہو۔

حضرتِ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّيْخُ عِزُّ الدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِيْ اٰخِرِ كِتَابِ الْقَوَاعِدِ اَلْبِدْعَةُ اِمَّا وَاجِبَةٌ كَتَعَلُّمِ النَّحْوِ لِفَهْمِ كَلَامِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَكَتَدْوِيْنِ اُصُوْلِ الْفِقْهِ وَالْكَلَامِ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ وَ اِمَّا مُحَرَّمَةٌ كَمَذْهَبِ الْجَبْرِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَالْمُرْجِئَةِ وَالْمُجَسِّمَةِ وَالرَّدِّ عَلٰى هٰؤُلَاءِ مِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ

حضرت شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ اور اس کے رسُول کے کلام کو سمجھنے کیلئے علم نحو کا سیکھنا اور جیسے اصولِ فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا اور بدعت یا تو حرام ہے جیسے جبریہ، قدریہ، مرجئہ، اور مجسّمہ کا مذہب۔ اور ان مذہبوں کا رد کرنا بدعتِ واجبہ ہے اس لیے کہ اُن کے عقائدِ باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرضِ کفایہ ہے اور بدعت

لِاَنَّ حِفْظَ الشَّرِيْعَةِ مِنْ هٰذِهِ الْبِدَعِ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَّاِمَّا مَنْدُوْبَةٌ كَاِحْدَاثِ الرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ وَكُلِّ اِحْسَانٍ لَّمْ يُعْهَدْ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَكَالتَّرَاوِيْحِ اَيْ بِالْجَمَاعَةِ الْعَامَّةِ وَالْكَلَامِ فِيْ دَقَائِقِ الصُّوْفِيَّةِ وَاِمَّا مَكْرُوْهَةٌ كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَتَزْوِيْقِ الْمَصَاحِفِ يَعْنِيْ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ وَاَمَّا عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ فَمُبَاحٌ۔ وَاِمَّا مُبَاحَةٌ كَالْمُصَافَحَةِ عَقِيْبَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَالتَّوَسُّعِ فِيْ لَذَائِذِ الْمَاٰكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالْمَسَاكِنِ وَتَوْسِيْعِ الْاَكْمَامِ۔

یا تو مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کی تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی دور اسلام میں نہیں تھا۔

اور جماعت کے ساتھ تراویح اور صوفیائے کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو۔ اور بدعت یا تو مکروہ ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کی تزئین اور مساجد کا نقش و نگار۔ اور حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

اور بدعت یا تو مباح ہے جیسے صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور لذیذ کھانے پینے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور کرتے کی آستینوں کو لمبی رکھنا۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

بعض بدعتہا است کہ واجب است چنانچہ تعلیم و تعلم صرف و نحو کہ بدان معرفت آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیزہائیکہ

بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم نحو و صرف کا سیکھنا اور سکھانا کہ اس سے آیات و احادیث کریمہ کے مفہوم و مطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور قرآن و سنت کے غرائب

حفظ دین وملت برآں موقوف بود وبعض مستحسن ومستحب مثل بنائے رباطہا ومدرسہا وبعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض وبعض مباح مثل فراخی در طعام ہائے لذیذہ ولباس ہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نہ شوند ومباحات دیگر کہ در زمان آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودند چناں کہ غربال ومانند آں وبعض حرام چناں کہ مذہب اہل بدع واہوا بر خلاف سنت وجماعت وآنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ بآں معنی کہ در زمان آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودہ بدعت ست ولیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ درحقیقت سنّت ست۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۱۳۵)

کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے اور بعض بدعتیں مستحسن ومستحب ہیں جیسے سرائے اور مدرسوں کی تعمیر اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے کہ بعض کے قول پر قرآن مجید اور مسجدوں میں نقش ونگار کرنا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں میں کشادگی اختیار کرنا بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور ونخوت کا باعث نہ ہوں۔ اور دوسری مباح چیزیں جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں نہ تھیں جیسے چھلنی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے کہ اہلسنّت وجماعت کے خلاف نئے عقیدہ والوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذاہب۔ اور جو بات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے کی ہے اگرچہ اس معنی کر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ کے اقسام میں سے ہے بلکہ حقیقت میں سنّت ہے۔

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قَدْ تَكُوْنُ (الْبِدْعَةُ) وَاجِبَةً كَنَصْبِ الْاَدِلَّةِ لِلرَّدِّ عَلٰۤی اَهْلِ الْفِرَقِ الضَّالَّةِ وَتَعَلُّمِ النَّحْوِ الْمُفْهِمِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔ وَمَنْدُوْبَةً كَاِحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَدْرَسَةٍ وَكُلِّ اِحْسَانٍ لَّمْ يَكُنْ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ۔ وَ مَكْرُوْهَةً كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَمُبَاحَةً كَالتَّوَسُّعِ بِلَذِيْذِ الْمَاٰكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالثِّيَابِ كَمَا فِيْ شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ لِلْمُنَاوِيِّ عَنْ تَهْذِيْبِ النَّوَوِيِّ وَمِثْلُهٗ فِي الطَّرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِلْبَرْكَلِيِّ۔ (ردّالمحتار جلد اوّل ص۳۷۶)

بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافرخانوں کو تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی دورِ اسلام میں نہیں تھا۔ اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے (بعض کے نزدیک) مسجدوں کو آراستہ ومزین کرنا۔ اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے اور پینے اور کپڑے میں کشادگی کو اختیار کرنا۔ جیسا کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی کی کتاب طریقۂ محمدیہ میں ہے۔

ان عبارات سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں مستحب اور واجب ہوتی ہیں۔

رہی یہ بات کہ حدیث شریف میں کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ آیا ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے تو اس کے بارے میں حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری تحریر فرماتے ہیں۔

قَوْلُهٗ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا قول کُلُّ

عَامٌ مَخْصُوصٌ ۔ (مرقاۃ جلد اول ص۱۷۹) بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ عام مخصوص ہے ۔

اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے ۔ دیکھئے اشعۃ اللمعات جلد اول ص۱۲۵

بدعتوں کا رواج

اب بدعت حسنہ اور مباحہ جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہیں ان کی تھوڑی تفصیل ملاحظہ فرمائیں ۔

(۱) مسلمان بچوں کو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ۔ ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت ہیں ۔

(۲) کلموں کی تعداد، ان کی ترتیب اور ان کے نام سب بدعت ہیں ۔

(۳) قرآن شریف کا تیس پارہ بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا، اس پر اعراب یعنی زبر، زیر وغیرہ لگانا اور آیتوں کا نمبر لگانا سب بدعت ہے ۔

(۴) حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، حدیث کی قسمیں بنانا کہ یہ صحیح ہے یہ حسن ہے، یہ ضعیف ہے وغیرہ وغیرہ اور پھر ان کے احکام مقرر کرنا سب بدعت ہیں ۔

(۵) اصول حدیث اور اصول فقہ کے سارے قاعدے قانون بدعت ہیں

(۶) فقہ اور علم کلام جن پر آجکل دین کا دارومدار ہے یہ بھی از اول تا آخر بدعت ہیں ۔

(۷) نماز میں زبان سے نیت کرنا بدعت اور رمضان شریف میں بیس رکعت

تراویح پر ہمیشگی کرنا بدعت ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یعنی یہ بہترین بدعت ہے۔

(۸) روزہ کی نیت اس طرح زبان سے کہنا نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا ط اور افطار کے وقت اس طرح زبان سے کہنا اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ دونوں بدعت ہیں۔

(۹) زکوٰۃ میں موجودہ سکہ ادا کرنا، اور روپیہ پیسہ سے فطرہ نکالنا سب بدعت ہیں۔

(۱۰) جہازوں، موٹروں اور لاریوں کے ذریعہ حج کرنا اور موٹروں میں عرفات شریف جانا سب بدعت ہیں

(۱۱) شریعت کے چار طریقے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ اسی طرح طریقت کے چار سلسلے قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی سب بدعت ہیں اور ان کے وظیفے، مراقبے، چلّے وغیرہ بھی بدعت ہیں جن کو سب لوگ دین کا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔

(۱۲) ہوائی جہاز، ریل، موٹر، ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ سب بدعت ہیں۔ ان ایجادات کو بدعت نہ ماننا جہالت و نادانی ہے کہ شیخ محقق نے چھلنی کو بدعت فرمایا ہے جیسا کہ اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے پہلے مذکور ہوا۔

اب دیوبندی بتائیں کہ ان تمام بدعتوں کی مخالفت وہ کیوں

نہیں کرتے اور میلاد و فاتحہ وغیرہ نے ان کا کیا بگاڑا ہے کہ جن کی یہ مخالفت کرتے ہیں۔

انتباہ:۔ بعض دیوبندی لِلدِّیْنِ اور فِی الدِّیْنِ کا فرق کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ دین کے لیے بدعت جائز ہے مگر دین میں بدعت ایجاد کرنا جائز نہیں۔ لیکن یہ اُن کا کھلا ہوا فریب ہے۔ مسلم شریف کی حدیث مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً جو پہلے مذکور ہوئی اس میں واضح طور پر حضور نے فرمایا کہ دینِ اسلام میں بدعتِ حسنہ ایجاد کرنے والا جب تک اس پر عمل ہوگا ثواب پاتا رہے گا۔

صلاۃ وسلام

صلاۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھنا، میلاد شریف کے خاتمہ پر پڑھنا اور نماز کے بعد پڑھنا سب جائز ہے دلیل ملاحظہ ہو۔

خدائے تعالیٰ قرآن مجید پارہ ۲۲، رکوع ۴ میں فرماتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝	اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور سلام پڑھو جیسا کہ سلام پڑھنے کا حق ہے

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ (رواہ الترمذی)	اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی) (مشکوٰۃ شریف)

اور حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصّلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ ۝

رَوَاہُ التِّرمِذِی

اصل میں بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

(ترمذی، مشکوٰۃ ص۸۶)

آیتِ مبارکہ اور احادیثِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام پر درود و سلام بھیجنا ضروری ہے اور حضور کے ذکر کے وقت درود شریف نہ پڑھنا سخت محرومی و بخالت ہے اور حضور کی ناراضگی کا سبب ہے اسی لیے محدثین کرام و فقہائے عظام نے فرمایا کہ عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذکر میں درود شریف پڑھنا واجب ہے خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سُنے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

وے سبحانہ امر کردہ است مومناں را بفرستادن صلاۃ و سلام بر وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اجماع کردہ اند برآں کہ ایں امر برائے وجوب ست پس بعض گفتہ اند واجب ست ہر بار کہ ذکر شریف وے بگذرد

خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ یہ حکم وجوب کے لیئے ہے۔ تو بعض لوگوں نے کہا کہ جب بھی حضور کا ذکر شریف ہو صلاۃ و سلام واجب ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمر میں

وبعض گویند کہ فرض ست یکبار در عمر چنانکہ شہادت بہ نبوت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زیادہ برآں مستحب و مسنون وازاوکد سنن اسلام وشعار آں۔

قاضی ابو بکر گفت فرض گردانید حق جل وعلا بر مومناں کہ صلاۃ وسلام فرستند بر پیغمبر وے ونگردانید مر آں را وقتے معین پس واجب ست کہ بسیار گفتہ شود صلاۃ وغفلت ورزیدہ نشود دراں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۳۰۴)

ایکبار فرض ہے جیسے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینا اور اس سے زیادہ مستحب و مسنون ہے اور اسلام و شعار اسلام کے سنن میں سب سے زیادہ مؤکد۔

قاضی ابو بکر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام پڑھنے کو مسلمانوں پر فرض کیا اور اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا لہذا واجب ہے کہ صلاۃ و سلام بہت پڑھا جائے اور اس سے غفلت برتی جائے۔

اور در مختار میں ہے۔

هِيَ فَرْضٌ مَرَّةً وَاحِدَةً اِتِّفَاقًا فِي الْعُمْرِ وَاخْتُلِفَ فِي وُجُوْبِهَا كُلَّمَا ذُكِرَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُخْتَارُ تَكْرَارُ ہٗ كُلَّمَا ذُكِرَ. ملخصًا۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا فرض ہے اور ہر بار ذکر رسول کے وقت درود وسلام واجب ہونے میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ ہر بار ذکر رسول کے وقت واجب ہے۔

ان عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ جب بھی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو صلاۃ وسلام پڑھنا واجب ہے یعنی نہ پڑھنا گناہ ہے۔ رہا یہ سوال کہ جب کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو

پھر کھڑے ہو کر کیوں پڑھا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو بیٹھ کر بھی پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو چاہیے کہ بیٹھ کے بھی نہ پڑھا جائے تو پھر کیسے پڑھا جائے؟ آخر ماننا پڑے گا کہ خدائے تعالے کا حکم مطلق ہے یعنی صلاۃ وسلام پڑھنے کے لئے کوئی ہیئت مقرر نہیں ہے اسی لیے اہلسنّت وجماعت محفل میلاد شریف میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اور میلاد شریف کے خاتمہ پر کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں تاکہ دونوں طرح سعادت حاصل ہو جائے اس لیے کہ جب حکم مطلق ہے تو اختیار ہے جس طرح چاہیں پڑھیں۔

علاوہ ازیں آیت کریمہ میں حکم ہے سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ سلام پڑھو جیساکہ سلام پڑھنے کا حق ہے۔ یعنی ادب واحترام کے ساتھ پڑھو۔ اور ہمارے عرف میں کھڑے ہو کر پڑھنا تعظیم ہے مگر ہر بار کھڑا ہونا چونکہ دشوار ہے اس لیے صرف ذکر ولادت کے وقت سلام پڑھنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اس میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اور تعظیم کا یہ طریقہ عرب وعجم میں ہر جگہ معمول ورائج ہے جسے فقہائے کرام نے مستحب ومستحسن فرمایا ہے۔

عالم کامل حضرت عثمان بن حسن دمیاطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اثبات قیام میں فرماتے ہیں۔

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَۃِ سَیِّدِ
الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَمْرٌ لَاشَکَّ فِی اِسْتِحْبَابِہٖ
وَاسْتِحْسَانِہٖ وَنَدْبِہٖ یَحْصُلُ

ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے وقت قیام کرنا بیشک مستحب ومستحسن ہے جس کے
کرنے والے کو ثواب کبیر وفضل کثیر حاصل ہوگا
کہ وہ تعظیم ہے یعنی اس نبی کریم صاحب خلق عظیم

لِفَاعِلِهٖ مِنَ الثَّوَابِ الْاَوْفَرِ وَالْخَيْرِ الْاَكْبَرِ لِاَنَّهٗ تَعْظِيْمٌ اَيْ تَعْظِيْمٌ لِلنَّبِيِّ الْكَرِيْمِ ذِي الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا اللّٰهُ بِهٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْكُفْرِ اِلَى الْاِيْمَانِ وَخَلَّصَنَا اللّٰهُ بِهٖ مِنْ نَّارِ الْجَهْلِ اِلٰى جَنَّاتِ الْمَعَارِفِ وَالْاِيْقَانِ فَتَعْظِيْمُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مُسَارَعَةٌ اِلٰى رِضَاءِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاِظْهَارُ اَقْوٰى شَعَائِرِ الدِّيْنِ ۝ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ -

علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم ہے کہ جن کی برکت سے خدائے تعالیٰ ہمیں کفر کی تاریکیوں سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں جہالت کے دوزخ سے بچا کر معرفت ویقین کی جنتوں میں داخل فرمایا۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کرنا ربّ العلمین کی خوشنودی کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعار دین کا اظہار کرنا ہے (خدائے تعالیٰ نے فرمایا) اور جو اللہ تعالےٰ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پارہ ۱۷، رکوع ۱۱) اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔ (پارہ ۱۷، رکوع ۱۱)

اور زین الحرم حضرت سید احمد زین دحلان مکی علیہ الرحمۃ والرضوان الدرر السنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِطْعَامُ

ولادت اقدس کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا اور محفل میلاد کے حاضرین کو کھانا وغیرہ دینا

الطَّعَامِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِمَّا يَعْتَادُ النَّاسُ فِعْلَهُ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ فَاِنَّ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔	اور ان کے سوا دوسری نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں تو وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں۔

اور جو بہت سے مقامات پر بعد نماز صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں وہ بھی بہتر ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز سے فارغ ہو کر درود وسلام پڑھا۔ تو حضور نے فرمایا سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ یعنی دعا کر قبول کی جائے گی۔ دعا کر قبول کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ ص۸۶ ترمذی)

اور وقت کی تخصیص میں کوئی حرج نہیں۔ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم ص۳۲ میں ہے۔

عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِىْ كُلِّ خَمِيْسٍ (بخاری۔ مسلم)	حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں

لَعَلَّ وَجْهَ التَّخْصِيْصِ لِيَصِلَ بَرَكَتُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ (مرقاۃ ج ص۲۲۵)	غالباً جمعرات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس کی برکت جمعہ کے دن تک پہونچے

تو غالباً بعد نماز صلاۃ وسلام کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کے بعد کاروبار کے لیے نکلے تو صلاۃ وسلام کی برکت اس کے ساتھ رہے مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ص۸۷ میں ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

إِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ أَلَا أُبَشِّرُكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔ (رواہ احمد)

کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا۔ کیا میں آپ کو اس بات کی بشارت نہ دوں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر سلامتی نازل کردوں گا۔ (احمد)

علاوہ ازیں جب کسی کام کے لئے کوئی وقت مقرر ہوتا ہے تو اس وقت خاص میں وہ ادا ہوتا رہتا ہے ورنہ آدمی بھول جاتا ہے اسی لئے لوگ اپنے کاموں کے لیئے وقت مقرر کرتے ہیں اگر وقت مقرر کرنے کی وجہ سے صلاۃ وسلام ناجائز ہوجائے تو اس قانون کے رو سے ہر وہ کام جو وقت مقررہ پر کیا جاتا ہے سب کو ناجائز ہونا چاہیئے۔

مخالفین کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی لکھتے ہیں۔

> یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص

ان تمام دلائل سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا اور محفل میلاد کے آخر میں یا نماز کے بعد صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ومستحسن اور

باعث برکت ہے۔ ان کو شرک و کفر کہنا گمراہی و بدمذہبی ہے۔

مخالفین کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں

> فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذّت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۴)

عجیب بات ہے کہ پیر و مرشد تو مولود شریف کو ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال کرتے ہیں اور قیام میں لطف و لذّت پاتے ہیں۔ مگر مُریدین و مُعتقدین ان باتوں کو شرک و کفر کہتے ہیں تو نہ معلوم پیر صاحب پر وہ کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔

انگوٹھا چُومنا

اذان میں حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سُن کر انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردّ المحتار جلد اوّل ص۲۶۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قَرَّتْ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ	مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُنے تو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور جب دوسری بار سُنے تو قَرَّتْ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اور پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ ہ اور یہ کہنا

وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ قَائِدًا لَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ كَذَا فِی كَنْزِ الْعِبَادِ اھ قہستانی وَنَحْوُهٗ فِی الْفَتَاوٰی الصُّوْفِيَّةِ ٥

انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاوی صوفیہ میں ہے

اور سید العلما حضرت سیّد احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علامہ شامی کے مثل لکھنے کے بعد فرمایا۔

وَذَكَرَ الدَّيْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مَرْفُوْعًا مَنْ مَسَحَ الْعَيْنَ بِبَاطِنِ اَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی

دیلمی نے کتاب الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع کو ذکر فرمایا سرکار اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مؤذن کے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے وقت شہادت کی انگلیوں کے پیٹ کو چومنے کے بعد آنکھوں پر پھیرے اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ اهـ كَذَا رُوِيَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِهِ يُعْمَلُ فِي الْفَضَائِلِ۔ اهـ

نبیًّا کہے تو اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی - ایسے ہی حضرت خضر علیہ السّلام سے روایت کیا گیا ہے اور اس قسم کی حدیثوں پر فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔

(طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ ص۱۱۱)

حضرت ملا علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں

إِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ إِلَى الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَيَكْفِيْ لِلْعَمَلِ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ٥

جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لیے کافی ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سُنّت پر عمل کرنا لازم ہے۔

علمائے شافعی اور علمائے مالکی نے بھی انگوٹھا چومنے کو جائز ٹھہرایا ہے اور اس کا فائدہ بھی بیان کیا ہے۔ مذہب شافعی کی مشہور کتاب "اعانۃ الطالبین" اور مذہب مالکی کی مشہور کتاب "کفایۃ الطالب الربّانی" میں ہے۔

ثُمَّ يُقَبِّلُ إِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ وَلَمْ يَرْمَدْ أَبَدًا ٥

پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی آنکھیں دُکھیں گی۔

بزرگوں نے انگوٹھا چومنے کے حسب ذیل فائدے بیان فرمائے ہیں

(۱) اس کے عامل کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

(۲) انگوٹھا چومنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(۳) یہ عمل کرنیوالا آنکھ دکھنے سے محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(۴) آنکھ میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو انگوٹھا چومنے کا عمل بہترین علاج ہے۔

انتباہ احادیث کریمہ میں تکبیر کو بھی اذان کہا گیا ہے لہٰذا تکبیر میں بھی انگوٹھا چومنا نفع بخش و باعث برکت ہے اور اذان و تکبیر کے علاوہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھا چومنا جائز و مستحسن ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بھی ہے۔ اور حضور کی تعظیم جس طرح بھی کی جائے باعث ثواب ہے۔

اولیائے کرام کی نذریں

نذر کی دو۲ قسمیں ہیں فقہی اور عرفی۔ نذر فقہی کے معنی ہیں غیر ضروری عبادات کو اپنے لئے ضروری کر لینا۔ اور نذر عرفی کے معنی ہیں نذرانہ، ہدیہ اور نیاز۔ نذر فقہی :- خدائے تعالےٰ کے سوا کسی کی ماننا جائز نہیں۔ اور نذر عرفی :- جو بزرگان دین کے لئے اُن کے حیات ظاہری یا حیات باطنی میں پیش کی جاتی ہیں جائز ہیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب "رسالہ نذور" میں تحریر فرماتے ہیں۔

نذریکہ ایں جا مستعمل می شود نہ بمعنی	لفظ نذر جو کہ یہاں مستعمل ہوتا ہے۔

شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز می گویند۔

شرعی معنی پر نہیں ہے اس لیے کہ عرف میں جو کچھ بزرگوں کے یہاں لیجاتے ہیں نذر و نیاز کہتے ہیں

حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ حدیقہ ندیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ وَالتَّبَرُّكُ بِضَرَائِحِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعْلِيْقِ ذٰلِكَ عَلٰى حُصُوْلِ شِفَاءٍ اَوْ قُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّهٗ مَجَازٌ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَادِمِيْنَ لِقُبُوْرِهِمْ

اسی قبیل سے ہے قبروں کی زیارت کرنا، اور اولیائے کرام و بزرگان دین کی مزارات سے برکت حاصل کرنا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیائے گذشتہ کے لیے نذر ماننا کہ وہ ان کی قبروں کی خدمت کرنے والوں پر صدقہ کرنے سے مجاز ہے۔

امام اجل حضرت ابو الحسن نور الملۃ و الدین علی بن یوسف شطنوفی قدس سرہ العزیز کو شمس الدین ذہبی نے طبقات القرا میں اور امام اجل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد یعنی بے نظیر امام کہا ہے وہ اپنی کتاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت کرتے ہیں۔

اَخْبَرَنَا اَبُو الْعَفَافِ مُوْسَى بْنُ عُثْمَانَ بِالْقَاهِرَةِ سَنَةَ ٦٦٣ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّيْخَانِ اَبُو عَمْرٍو عُثْمَانُ الصَّرِيْفِيْنِيُّ وَاَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْحَقِّ الْحَرِيْمِيُّ

ابو العفاف موسیٰ بن عثمان نے ٦٦٣ھ میں ہم سے شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ میرے والد ماجد ابو المعانی عثمان نے ہمیں ٦١٤ھ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو بزرگ حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی اور حضرت ابو محمد عبد الحق حریمی نے ٥٥٩ھ میں

بِبَغْدَادَ سَنَۃ ۵۵۹ھ قَالَ کُنَّا بَیْنَ یَدَیِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَوْمَ الْاَحَدِ ثَالِثَ صَفَرٍ سَنَۃ ۵۵۵ھ۔

بغداد شریف میں خبر دی کہ ہم ۳ر صفر روز یکشنبہ ۵۵۵ھ میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر تھے۔

حضرت نے وضو کر کے کھڑاؤں پہنی اور دو رکعت نماز پڑھی سلام کے بعد ایک عظیم نعرہ مارا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی۔ پھر دوسرا نعرہ مارا دوسری کھڑاؤں پھینکی۔ وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں پھر حضرت نے تشریف رکھی مگر ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی ۲۳ر دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا اِنَّ مَعَنَا لِلشَّیْخِ نَذْرًا یعنی ہمارے پاس حضرت کی ایک نذر ہے فَاسْتَأْذَنَّاہُ فَقَالَ خُذُوْہُ مِنْھُمْ یعنی ہم نے حضرت سے اس نذر کے لینے میں اجازت طلب کی۔ حضرت نے فرمایا لے لو۔ انھوں نے ایک من ریشم، خز کے تھان، سونا اور حضرت کی کھڑاؤں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھی پیش کی۔ ہم نے اُن سے پوچھا یہ کھڑاؤں تمھارے پاس کہاں سے آئی؟ انھوں نے کہا ہم ۳ر صفر یکشنبہ کو سفر میں تھے کہ بہت سے ڈاکو دو سرداروں کے ساتھ ہم پر ٹوٹ پڑے۔ ہمارے مال لوٹ لئے اور کچھ آدمیوں کو قتل کر دیئے پھر ایک نالے میں مال تقسیم کرنے کے لئے اُترے نالے کے کنارے ہم تھے فَقُلْنَا لَوْ ذَکَرْنَا الشَّیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ فِیْ ھٰذَا الْوَقْتِ وَنَذَرْنَا لَہٗ شَیْئًا مِّنْ اَمْوَالِنَا اِنْ سَلِمْنَاہ یعنی ہم نے کہا کہ بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضرت غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر کچھ مال حضرت کے لئے

فرمائیں۔ ہم نے حضرت کو یاد ہی کیا تھا کہ دو عظیم نعرے سُنے گئے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے ڈاکوؤں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا۔ ہم سمجھے کہ ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے۔ وہ بھاگ کر ہمارے پاس آتے اور بولے اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیسی مُصیبت آپڑی۔ ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے۔ ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی ہوئی رکھی ہے۔ ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں واپس کر دیئے اور کہا کہ اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے۔

اور بہجۃ الاسرار شریف میں ہے

حَدَّثَنَا اَبُو الْفُتُوْحِ نَصْرُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ الْاَزَجِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّیْخُ اَبُو الْعَبَّاسِ اَحْمَدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّیْخُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُسَیْنِ بْنِ اَبِی الْفَضْلِ قَالَ شَیْخُنَا الشَّیْخُ مُحْیُ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقْبَلُ النُّذُوْرَ وَیَاْکُلُ مِنْهُمَا

حدیث بیان کی ہم سے ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف ازجی نے انھوں نے کہا ہمیں شیخ ابو العباس احمد بن اسمٰعیل نے خبر دی انھوں نے کہا ہمیں شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابو الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور بذاتِ خود اس میں سے تناول فرماتے۔

دیکھئے اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سادات کرام میں سے ہیں اس میں سے ہرگز تناول نہ فرماتے کہ سیّدوں کے لیے نذر فقہی میں سے کھانا جائز نہیں اس لیئے کہ اسے وہی کھا سکتا ہے جو زکاۃ لے

لے سکتا ہے۔

اور عارف باللہ حضرت عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ، طبقات کبریٰ میں حضرت ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں

وَكَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ وَ أَرَدْتَّ قَضَاءَهَا فَانْذُرْ نَفِيْسَةَ الطَّاهِرَةَ وَلَوْ فَلْسًا فَإِنَّ حَاجَتَكَ تُقْضٰى۔

حضرت ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمھیں کوئی حاجت پیش آئے اور چاہو کہ وہ پوری ہو جائے تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کے لیے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمھاری حاجت پوری ہوگی

ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کی نذر، نذر فقہی نہیں ہے بلکہ نذر عرفی ہے اسے سادات کرام اور امیر و غریب سب لوگ لے سکتے ہیں اور کھا سکتے ہیں۔ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور دادا استاذ اور پردادا پیر یعنی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب کے حال میں لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ حضرت مخدوم الٰہ دیا قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوئے رات کا وقت تھا والد گرامی نے فرمایا کہ حضرت مخدوم ہماری دعوت کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے جانا۔ تھوڑی دیر ٹھہر گئے جب لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تو ایک عورت تھالی میں چاول اور شیرنی لئے حاضر ہوئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر آجائے گا تو میں اسی وقت یہ کھانے پکا کر

حضرت مخدوم الہ دیا کی درگاہ میں حاضرین کے لئے پہونچاؤں گی تو میرا شوہر اس وقت آگیا تو میں نذر پوری کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

> حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم الہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود در آں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنند و می گویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاراں غالب آمد آں گاہ زنانے بیامد طبقی برنج و شیرینی بر سر و گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشیند گان درگاہ مخدوم الہ دیا رسانم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم۔ (انفاس العارفین صہ ۴۴)

اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبد الرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ فرہاد بیگ نے مشکل کے وقت میری نذر مانی مگر وہ بھول گئے نذر پوری نہ کی تو ان کا گھوڑا بیمار ہو گیا یہاں تک کہ مرنے کے قریب پہونچ گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ فرہاد بیگ پر یہ مصیبت میری نذر پوری نہ کرنے کے سبب ہے میں نے کہلا بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری نذر پوری کرو۔ فرہاد بیگ نے نذر پوری کی تو گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا۔ شاہ صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

> حضرت ایشاں می فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے افتاد نذر کرد کہ بار خدایا اگر ایں مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدیہ دہم آں مشکل مندفع شد آں نذر از خاطر او برفت۔ بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید۔ بر سبب ایں مشرف شدم بدست یکے از خادماں گفتہ

فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم وفائے نذر ست۔ اگر اسپ خود را می خواہی
نذرے را کہ فلاں محل التزام نمودہ بفرست وے نادم شد و آں نذر
فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت۔ (انفاس العارفین)

مذکورہ بالا بزرگوں کے اقوال واحوال سے خوب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ نذر عُرفی جو بزرگوں کے لیے مانی جاتی ہے بلا شبہہ جائز ہے اسے ناجائز اور شرک کہنا بزرگوں کو مُشرک اور گنہ گار ٹھہرانا ہے۔ البتہ جاہلوں میں غلط منتیں جو رائج ہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

سیدی ومُرشدی صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم ابو العلاء محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

علم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچّوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیہ پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں ان کی منّت سخت جہالت ہے ایسی منت نہ ماننی چاہئے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے۔ (بہار شریعت جلد نہم صہ ۳۵

اور فرمایا

بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان ناک چھدواتے اور بچّوں کی چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں اور طرح طرح کی ایسی منتیں مانتی ہیں جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں۔ اوّلاً ایسی واہیات منتوں سے بچیں اور مانی ہو تو پوری نہ کریں اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں۔ نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوہیں کرتے چلے آئے ہیں اور یہ کہ پوری نہ کریں

گے تو بچہ مر جائے گا۔ بچہ مرنے والا ہو گا تو یہ ناجائز منتیں بچا نہ لیں گی منت ماننا کرو تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، درود شریف، کلمہ شریف اور قرآن شریف پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منت مانو۔ (بہار شریعت جلد نہم ص۳۵)

تکبیر کے وقت بیٹھنا

تکبیر کے وقت بیٹھنے کا حکم ہے۔ کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے۔ پھر جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہونچے تو اٹھنا چاہئے۔ اس کے بارے میں فقہائے کرام اور شارحین حدیث کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

فتاوی عالمگیری جلد اوّل مصری ص۵۳ میں مضمرات سے ہے۔

اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْاِقَامَةِ يُكْرَهُ لَهُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ اِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَهٗ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۰	اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہونچے تو اس وقت کھڑا ہو۔

شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی دُرِّ مختار میں تحریر فرماتے ہیں۔

دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ قَعَدَ ۰	جو شخص تکبیر کہے جانے کے وقت مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے۔

اسی عبارت کے تحت شامی جلد اوّل ص۲۶۵ میں ہے۔

يُكْرَهُ لَهُ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰكِنْ	اس لیے کہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے

يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ•

بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہونچے تو اٹھے

اور مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی ط ۱۳۶ میں لکھتے ہیں۔

إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُكْرَهُ لَهُ اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ قَائِمًا بَلْ يَجْلِسُ فِي مَوْضَعٍ ثُمَّ يَقُوْمُ عِنْدَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَبِهٖ صُرِّحَ فِي جَامِعِ الْمُضْمَرَاتِ

جو شخص مسجد کے اندر داخل ہو اسے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت کھڑا ہو۔ اس کی تصریح جامع المضمرات میں ہے۔

اور علامہ سیّد احمد اپنی مشہور کتاب طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ ط ۱۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

إِذَا اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْاِقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ فَإِنَّهُ يَقْعُدُ وَلَا يَنْتَظِرُ قَائِمًا فَإِنَّهُ مَكْرُوْهٌ كَمَا فِي الْمُضْمَرَاتِ قُهُسْتَانِيّ وَيُفْهَمُ مِنْهُ كَرَاهَةُ الْقِيَامِ اِبْتِدَاءَ الْاِقَامَةِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ ٥

مکبر جب تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے۔ کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے اس لیے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہو جانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

لہٰذا جو لوگ مسجد میں موجود ہیں تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں اور جب

مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہونچے تو اٹھیں۔ اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اوّل مصری صـ۵۳ میں ہے۔

یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الصَّحِیْحُ ۰	علمائے ثلٰثہ حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک امام و مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جبکہ تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے اور یہی صحیح ہے

اور دُرِّ مختار مع ردّ المحتار جلد اوّل صـ۳۲۲ میں ہے۔

وَالْقِیَامُ لِاِمَامٍ وَمُؤْتَمٍّ حِیْنَ قِیْلَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	امام اور مقتدی کا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت کھڑا ہونا سُنّت مستحبہ ہے۔

اور شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صـ۱۳۶ میں ہے۔

یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۰	امام اور مقتدی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں

شیخ حسن بن علی شُرنبلالی مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں

قِیَامُ الْقَوْمِ وَالْاِمَامِ اِنْ کَانَ حَاضِرًا بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ حِیْنَ قِیْلَ اَیْ وَقْتَ قَوْلِ الْمُقِیْمِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۰	امام اگر محراب کے پاس حاضر ہو تو امام اور مقتدی کا مکبّر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے وقت کھڑا ہونا نماز کے آداب میں سے ہے۔

اور حدیث شریف کی مشہور کتاب مؤطا امام محمد باب "تسویۃ الصف" ۹۰ میں ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يَنْبَغِيْ لِلْقَوْمِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَنْ يَّقُوْمُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ فَيَصُفُّوْا وَ يُسَوُّوا الصُّفُوْفَ ۰

حضرت امام محمد شیبانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہونچے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ نماز کے لیئے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں

اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص۴۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں

قَالَ اَئِمَّتُنَا يَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ۰

ہمارے ائمہ کرام حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص۳۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ باید برخاست۔

فقہائے کرام نے فرمایا۔ مذہب یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کے وقت اٹھنا چاہیئے

اور نواب قطب الدین خاں مشکوٰۃ کے اردو ترجمہ "مظاہر حق" میں لکھتے ہیں کہ "فقہائے لکھا ہے کہ جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے اس وقت مقتدی کھڑے ہوں۔

اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی ”مالا بدمنہ“ ص۲۴ میں تحریر فرماتے ہیں

نزد حیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ امام برخیزد	امام حیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کے وقت اٹھے

اس عبارت کی شرح میں مفتی سعد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

امام برخیزد و مقتدیان نیز زیرا کہ حیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ امرست. بجا آوردہ شود.	امام اٹھے اور مقتدی بھی۔ اس لئے کہ حیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ جو حکم ہے اسے ادا کیا جائے۔

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

> اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے۔ تکبیر کہنے والا جب حیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہونچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہوں وہ بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبر حیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہونچے۔ یہی حکم امام کے لئے بھی ہے۔ آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں اور بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلافِ سُنّت ہے۔
>
> بہار شریعت جلد سوم ص۳۶

فقہائے کرام اور شارحین حدیث کی مذکورہ بالا عبارتوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ امام اور مقتدی کو حیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ یہ مسئلہ فقہ کی اکثر کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے۔ مگر افسوس کہ

آج کل بہت سے جاہل خصوصًا وہابی دیوبندی اس مسئلہ پر عمل کرنے والوں سے لڑتے جھگڑتے اور فتنہ برپا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پیشواؤں نے اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں بھی اس مسئلہ کو اسی طرح لکھا ہے "مفتاح الجنۃ" ص۳۳ پر ہے کہ جب اقامت میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے تب امام اور سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور "راہِ نجات ص۱۴" میں ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ کے وقت امام اٹھے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا اب بھی اس مسئلہ کی مخالفت کرنا کھلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے۔ خدائے تعالیٰ انھیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اٰمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن ٥

انتباہ ۱ بعض کتابوں میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور بعض میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اٹھنے کا حکم ہے تو حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ کے آخر میں اٹھیں اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے شروع میں سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے اِذا حملنا الاول علی الانتھاء والآخر علی الابتداء اتحد القولان۔

انتباہ ۲ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ پر چونکہ امام کو تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دینے کا حکم ہے اس لئے اگر لوگ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اٹھیں گے تو صفیں درست نہیں ہو سکیں گی جن کی حدیث شریف میں بہت تاکید ہے۔ اور اگر صفیں درست کریں گے تو تکبیر اُولیٰ فوت ہو جائے گی۔ اس لیئے شروع اقامت ہی سے کھڑے ہو جانا چاہیئے ـــــ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قَدْ قَامَتِ

الصَّلٰوۃ پر امام تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دے یہ طرفین کے نزدیک مستحب ہے اور اقامت کے وقت حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ سے پہلے کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری، ردّ المحتار، طحطاوی علی مراقی اور عمدۃ الرعایہ کے حوالے میں پہلے گذر چکا ہے ۔ تو اگر مقتدی حضرات اس کراہت سے بچ کر تکبیر اولیٰ نہ پا سکیں تو امام کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ مؤخر کرے ۔ اس لئے کہ تکبیر تحریمہ ختم اقامت کے بعد کہنے میں تین فائدے ہیں ۔ (۱) امام اور مقتدی دونوں مؤذّن کی مکمل اقامت کا جواب دے سکیں گے جو مستحب ہے (۲) مؤذن اقامت سے فارغ ہو کر تکبیر اُولیٰ پا سکے گا اور یہ بھی مستحب ہے (۳) مقتدی کراہت سے بچ کر صفیں سیدھی کر لیں گے ——— اور اگر امام مستحب پر عمل کرتے ہوئے قد قامت الصَّلٰوۃ پر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دے گا تو خود امام اور تمام مقتدیوں کو ایک دوسرے مستحب کا ترک لازم آئے گا کہ اُن میں کوئی اقامت کا مکمل جواب نہ دے سکے گا اور دوسرے یہ کہ مؤذّن تکبیر اولیٰ نہ پا سکے گا ۔ اور تیسرے یہ کہ مقتدیوں کو صفیں درست کرنے کے لیے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ سے پہلے کھڑے ہو کر کراہت کا مرتکب ہونا پڑے گا ۔ تو مستحب کے لیے کراہت کے ارتکاب کا حکم نہ کہا جائے گا بلکہ اس صورت میں مستحب کو چھوڑ دیا جائے گا جیسا کہ امام ابن ہمام فتح القدیر جلد اوّل ص۲۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں اِذَا لَزِمَ مِنْ تَحْصِیْلِ الْمَنْدُوْبِ اِرْتِکَابُ مَکْرُوْہٍ تُرِکَ اور جبکہ ارتکاب کراہت کے ساتھ دوسرے مستحب کا ترک بھی لازم آتا ہے تو بدرجۂ اولیٰ مستحب پر عمل نہ کیا جائیگا ۔

اسی لیے جمہور اور اہل حرمین کا عمل حضرت امام ابو یوسف کے قول پر ہے یعنی امام قد قامت الصلاۃ پر تکبیر تحریمہ نہیں کہتا بلکہ ختم اقامت کے بعد نماز شروع کرتا ہے جیسا کہ شرح نقایہ ص۶۳ میں ہے وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰی قَوْلِ اَبِیْ یُوْسُفَ لِیُدْرِكَ الْمُؤَذِّنُ اَوَّلَ صَلَاةِ الْاِمَامِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ اَهْلِ الْحَرَمَيْنِ —— اور صفوں کی درستگی کا اہتمام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اقامت کے بعد بھی ثابت ہے جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے کہ آپ نے دیکھا ایک شخص کو جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو حضور نے فرمایا خدا کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرو جیسا کہ مشکوٰۃ شریف ص۹۷ میں ہے خَرَجَ یَوْمًا فَقَامَ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّکَبِّرَ فَرَاٰی رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ رواہ مسلم۔ اور حضرت عمر فاروق اعظم و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں روایت ہے کہ یہ حضرات بھی ختم اقامت کے باوجود تکبیر تحریمہ نہ کہتے بلکہ صفوں کی درستگی کی خبر ملتی تو نماز شروع فرماتے جیسا کہ مؤطا امام محمد مطبوعہ دیوبند ص۸۸ میں ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَاْمُرُ رِجَالًا بِتَسْوِیَةِ الصُّفُوْفِ فَاِذَا جَاءُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِتَسْوِیَتِهَا کَبَّرَ بَعْدَهٗ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِیْ عَامِرِ نِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ لَا یُکَبِّرُ

حَتّٰی یَاتِیَہٗ رِجَالٌ قَدْ وَکَّلَھُمْ بِتَسْوِیَۃِ الصُّفُوْفِ فَیُخْبِرُوْنَہٗ اَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَیُکَبِّرُ۔

خُطبہ کی اذان مسجد کے باہر سُنّت ہے

حدیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف جلد اوّل ص۱۶۲ میں ہے

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خُطبہ کی اذان مسجد کے باہر سُنّت ہے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں خطبہ کی اذان مسجد کے باہر ہی ہُوا کرتی تھی۔ اسی لیے فُقہائے کرام مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو منع فرماتے ہیں - فتاویٰ قاضی خاں جلد اوّل مصری ص۷۸، فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص۵۵ اور بحرالرائق جلد اوّل ص۲۶۸ میں ہے لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے اور فتح القدیر جلد اوّل ص۲۱۵ میں ہے قَالُوْا لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں

اذان نہ دی جائے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۱۷ میں ہے۔ یُکْرَہُ اَنْ یُّؤَذَّنَ فِی الْمَسْجِدِ کَمَا فِی الْقُہُسْتَانِیْ عَنِ النَّظْمِ مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے۔ اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔

لہٰذا یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے غلط ہے۔ خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ اس غلط رواج کو چھوڑ کر حدیث و فقہ پر عمل کریں۔ آمین

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔ اسے ناجائز کہنا جہالت و نادانی ہے کہ صحابۂ کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اور پائے اقدس کے بوسے لئے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے

عَنْ زَارِعٍ وَکَانَ فِیْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَیْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ

(رواہ ابوداؤد)

حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو وفد عبد القیس میں شامل تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلد جلد اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۰۲)

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ازیں جا تجویز پائے بوس معلوم شد (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۲۵)	اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جائز ہونا ثابت ہوا۔

اور علامہ ابن علی حصکفی دُرِّ مختار بابُ الاستبراء میں تحریر فرماتے ہیں۔

لَا بَاْسَ بِتَقْبِیْلِ یَدِ الرَّجُلِ الْعَالِمِ وَالْمُتَوَرِّعِ عَلٰی سَبِیْلِ التَّبَرُّکِ	برکت کے لیے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص۳۲۱ میں ہے۔

اِنْ قَبَّلَ یَدَ عَالِمٍ اَوْ سُلْطَانٍ عَادِلٍ لِعِلْمِہٖ اَوْ عَدْلِہٖ لَا بَاْسَ بِہٖ	اگر علم اور عدل کی وجہ سے عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومے تو جائز ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

بوسہ دادن دستِ عالم متورع را جائز ست وبعضے گفتہ اند مستحب ست وآنچہ بعد از مصافحہ دستِ خود را بوسند چیزے نیست وفعل جاہلان ست ومکروہ ست۔	پرہیزگار عالم کے ہاتھ کو چومنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ مستحب ہے۔ اور جو لوگ کہ مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چومتے ہیں کوئی چیز نہیں، جاہلوں کا فعل ہے اور مکروہ ہے۔

پھر چند سطر بعد فرمایا۔

اگر بر دستِ عالم یا سلطان بوسہ دہد از جہت علم وعدالت واعزازِ دین لاباس بہ ست واگر بجہت غرض دُنیاوی کند	دین کی عزت اور علم وعدالت کی وجہ سے پرہیزگار عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومے تو جائز ہے اور اگر دُنیاوی غرض کے

مکروہ است اشد کراہت

لیے ایسا کرے تو سخت مکروہ ہے۔

مخالفین کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ جلد اوّل کتاب الحظر والاباحۃ ص ۵۴ میں لکھتے ہیں

> ”تعظیم دین دار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے۔ حدیث سے ثابت ہے۔
>
> فقط رشید احمد عفی عنہ

اِن عبارات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دیندار عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ پیر چومنا جائز ہے۔

ایصالِ ثواب اور فاتحہ

ایصالِ ثواب کرنا اور فاتحہ پڑھنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے بلاشبہہ جائز و مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اُمّ سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ سرکارِ اقدس نے فرمایا پانی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوآں کھدوایا اور کہا کہ یہ کوآں سعد کی ماں کے لیے ہے

(رواہ ابوداود، والنسائی)

یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے۔
(ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۹)

⁂

اس حدیث شریف سے چند باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں

(۱) میّت کو کسی کارِ خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے کہ صحابیٔ رسول نے کنواں کھودنے کا ثواب اپنی ماں کو بخشا۔

(۲) ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے کہنا صحابی کی سُنّت ہے کہ کنواں کھودنے کے بعد انھوں نے فرمایا ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے یعنی اس کا ثواب ان کی رُوح کو ملے۔

(۳) کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارۂ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے جس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

(۴) غریب و مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے جیسا کہ صحابیٔ رسول نے کیا۔ کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انھوں نے ایصالِ ثواب کیا۔ حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے پر ثواب ملے گا اسی طرح اگرچہ غریب و مسکین کو کھانا دینے پر ثواب مُرتب ہوگا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا بھی جائز ہے۔

اور بزرگانِ دین کے مزارات اور عامۂ مومنین کی قبروں پر فاتحہ کا جو طریقہ رائج ہے کہ مختلف جگہ سے قرآن مجید کی چند سورتیں اور آیتیں پڑھی جاتی ہیں پھر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔

اسی طرح پانچوں وقت نمازوں سے فارغ ہو کر دعاؤں میں الفاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جیسا کہ بمبئی وغیرہ میں رائج ہے بہتر ہے اس لئے کہ ایصال ثواب کرنے والے اور جن کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے دونوں اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

دُرِّ مختار بحث قراءۃ للمیّت میں ہے۔

فِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَأَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ ۝

حدیث شریف میں ہے جو شخص گیارہ بار سورۂ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

اور ردّ المحتار شامی میں اسی جگہ شرح اللباب سے ہے

یَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا تَیَسَّرَ لَهٗ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاَوَّلِ الْبَقَرَةِ وَاٰیَةِ الْکُرْسِیِّ وَاٰمَنَ الرَّسُوْلُ وَسُوْرَةِ یٰسٓ وَتَبَارَكَ الْمُلْكُ وَسُوْرَةِ التَّکَاثُرِ وَالْاِخْلَاصِ اِثْنَیْ عَشَرَ مَرَّةً اَوْ اِحْدٰی عَشَرَ اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاهُ اِلٰی فُلَانٍ اَوْ اِلَیْهِمْ

جو ممکن ہو قرآن پڑھے یعنی سورۂ فاتحہ، سورۂ بقر کی پہلی آیتیں، آیۃ الکرسی، اٰمَنَ الرَّسُوْلُ، سورۂ یٰسٓ، سورۂ ملک، سورۂ تکاثر پڑھے اور سورۂ اخلاص بارہ، گیارہ، سات یا تین بار پڑھے پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا لوگوں کو پہونچادے

اور جو کھانا و مالیدہ وغیرہ بنا کر امامین کریمین حضرات حسنین رضی اللہ تعالے

عنہما یا کسی دوسرے بزرگ کی نیاز کرتے ہیں وہ بھی جائز اور باعث برکت ہے جیسا کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فتاوی عزیزیہ جلد اوّل صفحہ ۷۸ میں فرماتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں فاتحہ وقل و درود خواندن تبرک می شود و خوردن بسیار خوب ست۔	جو کھانا کہ حضرات حسنین کو نیاز کریں اس پر فاتحہ، قل اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اور اسی فتاوی عزیزیہ جلد اوّل صفحہ ۵ میں ہے

اگر مالیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند مضایقہ نیست جائز ست۔	اگر مالیدہ اور چاولوں کی کھیر کسی بزرگ کے فاتحہ کے لیئے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو کوئی مضایقہ نہیں جائز ہے۔

پھر چند سطر بعد فرمایا

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن ازاں جائز ست۔	اگر فاتحہ کسی بزرگ کے نام کیا گیا تو مالداروں کو بھی اس سے کھانا جائز ہے۔

اور آج کل فاتحہ و نیاز کی جو صورت عام طور پر رائج ہے وہ بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی [illegible] لوگ اپنا پیر، دادا پیر اور پردادا پیر مانتے ہیں وہ [illegible]

> "بلکہ اگر کوئی مصلحت باعث تقیید [illegible]
> جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورۃ خاص معین [illegible]

نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل
سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی مثلاً کھانا پکا کر
مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی متاخرین
نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز میں نیت ہرچند دل سے کافی ہے مگر
موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے
اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ! اس کھانے کا
ثواب فلاں شخص کو پہونچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ
لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب
ہو تو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا یہ ایک دعا ہے
اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعاء
کی بھی اُمید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہونچ جائے کہ جمع
بین العبادتین ہے۔ چہ خوش بود برآید بیک کرشمہ دو کار
قرآن کی بعض صورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں
بہت زیادہ ہیں۔ پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعاء
کے لیے رفع یدین سنّت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے
خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اُس کے ساتھ پانی
دینا بھی مستحسن ہے کہ پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی
کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس ہیئت کذائیہ حاصل
ہو گئی۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۶)

پھر حاجی صاحب آگے لکھتے ہیں

> اور گیارہویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہٗ اور دسواں بیسواں چہلم ششماہی و سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و حلوائے شب برات و دیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

حاجی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ فاتحہ و نیاز کی مروجہ صورت اور دسواں، بیسواں، وغیرہ جائز ہے۔ اب بھی ان باتوں کو ناجائز کہنا دیوبندیوں کی کھلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے اور حاجی صاحب کو گنہ گار ٹھہرانا ہے۔

فاتحہ کا آسان طریقہ

پہلے تین یا پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے پھر کم سے کم چار قل، سورۂ فاتحہ اور الم سے مفلحون تک پڑھے، پھر آخر میں تین یا پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے۔

یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں ان کا ثواب (اگر شیرینی یا کھانا ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانا اور شیرینی کا ثواب) میری جانب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو نذر پہونچادے پھر اُن کے وسیلہ سے جملہ انبیائے کرام علیہم السلام وصحابہ اور تمام اولیاء و علماء کو عطا فرما۔

(پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت سے لے۔ مثلاً یوں کہے کہ خصوصًا حضرتِ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نذر پہونچادے) اور پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما۔

اور کسی عام آدمی کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو اس کا ذکر خصوصیت سے کرے مثلاً یوں کہے کہ خصوصًا ہمارے والد والدہ کی رُوحوں کو ثواب پہونچادے اور پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی اَرواح کو ثواب عطا فرما۔ اٰمین یا ربّ العٰلمین برحمتک یا ارحم الرّاحمین ہ

تمّت

بعونہٖ تعالیٰ ثم بعون رسولہ الاعلیٰ وصلی اللہ تبارک و
تعالیٰ علیہ وسلم

زکاۃ وفطرہ اور عشر وقربانی وغیرہ کے موقع پر فقیہ ملت حضرت مفتی صاحب قبلہ کے قائم کئے ہوئے اس ادارہ کو نہ بھولیں۔

مدرسہ امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اوجھا گنج

ضلع بستی (یو۔پی) پن ۲۷۲۱۳۱

تصنیفات فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

فتاوی فیض الرسول
اوّل

فتاوی فیض الرسول
دوم

فتاوی برکاتیہ

انوار الحدیث
اردو، ہندی، گجراتی

عجائب الفقہ
(فقہی پہیلیاں)

بزرگوں کے عقیدے

خطبات محرم

تعظیم نبی علیہ السّلام
عربی، اردو، ہندی

حج وزیارت

معارف القرآن

احکام نیت

عِلم اور علماء

باغ فدک اور حدیثِ قرطاس

سیّد الاولیاء
سید احمد کبیر رفائی علیہ الرحمۃ

محققانہ فیصلہ
اُردو، ہندی، گجراتی

ضروری مسائل

گلدستۂ مثنوی

غیر مقلدوں کے فریب

نورانی تعلیم
قاعدہ تا پنجم چھ حصے

بدمذہبوں سے رشتے
اردو، ہندی، گجراتی، بنگلہ

انوار شریعت (اچھی نماز)
اردو، ہندی، بنگلہ، انگریزی

اس کے علاوہ دیگر علمائے اہل سنت کی کتابیں قرآن پاک معریٰ، مترجم، رحل بکس قاعدے، درسِ نظامیہ عالیہ کا مکمل کورس نیز شروحات وغیرہ بھی ہم سے طلب کریں

ملنے کا پتہ: کتب خانہ امجدیہ مہراج گنج ضلع بستی یوپی پن ۲۷۲۰۰۱

PHONE SHOP (05542) 85150